رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳	۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم یکشنبہ	مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۷۲

مسجد شہید گنج کے المناک حادثہ کے متعلق نیشنل لیگ قادیان کا احتجاجی جلوس

شاندار مظاہرہ اور اہم تقریریں

قادیان ۲۰ ستمبر۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کے حکم کے ماتحت آج نیشنل لیگ قادیان کے زیر اہتمام مسجد شہید گنج کی شہادت کے جگر پاش واقعہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے اور اپنے پُر درد قلوب کی کیفیات ظاہر کرنے کے لئے یوم احتجاج نہایت جوش کے ساتھ منایا گیا۔ بہت سے مکانوں اور دوکانوں پر سیاہ جھنڈے اور جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ اکثر لوگوں کے سینوں اور بازوؤں پر سیاہ نشان بیج لگے ہوئے تھے ساڑھے چار بجے بعد دوپہر حسب پروگرام تعلیم الاسلام ہائی سکول کے کھلے میدان میں لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ جہاں سے پانچ بجے جلوس روانہ ہوا۔ سب سے آگے ساڑھے ستر کے قریب سائیکل سوار تھے۔ جنہوں نے اپنے سائیکلوں پر سیاہ جھنڈیاں نصب کی ہوئی تھیں۔ اور سیاہ بیج لگائے ہوئے تھے۔ جھنڈوں۔ جھنڈیوں اور نشانوں پر مسجد شہید گنج کی تصویر تھی۔ سائیکلوں کے پیچھے مختلف گروپ سیاہ جھنڈے لئے روانہ ہوئے۔ اکثروں کے پاس سیاہ جھنڈیاں تھیں۔ ایک جھنڈے پر مسجد شہید گنج کا نقشہ تھا۔ اور باقی جھنڈوں پر جو چالیس کے قریب تھے۔ مختلف موزوں اشعار اور مصرعے لکھے ہوئے تھے۔ مثلاً ؂

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

؂ اسلام کے قانون میں یہ گھر ہے خدا کا
مسجد کسی انسان کی جاگیر نہیں ہے

؂ یہ خاموشی کہاں تک لذت فریاد پیدا کر
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

؂ مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو

؂ خرمن باطل جلا دے شعلۂ آواز سے

؂ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جلوس میں نہ صرف قادیان کے مقامی احمدی شامل ہوئے۔ بلکہ ارد گرد کے بعض گاؤں کے احمدی احباب بھی آ گئے تھے۔ جو پنجابی اشعار مسجد شہید گنج کے منہدم ہونے کے متعلق خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ ایک پارٹی ایسی بھی تھی۔ جو بالکل سیاہ پوش تھی۔ جلوس میں حضرت مولوی شیر علی صاحب مقامی امیر جماعت بھی بذات خود شریک ہوئے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی نونہال بھی موجود تھے۔ حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صاحبزادہ مرزا منور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے صاحبزادہ مرزا منیر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ دو مواقع پر جلوس کے فوٹو لئے گئے۔

جلوس میں شامل ہونے والا ہر گروپ

مسلمانان قادیان کے ایک عظیم الشان جلسہ میں

اعلیحضرت حضور نظام دکن کے شکریہ کی قرارداد پاس کی گئی

قادیان ۲۰ ستمبر۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں زیر صدارت قاری غلام مجتبیٰ صاحب ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے علیگ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے نے اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی اعلےٰ صفات کے متعلق ایک دلچسپ تقریر کی اور پھر حسب ذیل قرارداد پیش کی

"مسلمانان قادیان اس بات پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ اعلیحضرت حضور نظام دکن نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی چانسلر شپ منظور فرمائی ہے۔ جو مسلم یونیورسٹی کی عزت افزائی کے علاوہ مسلمانان ہند کی عزت افزائی بھی ہے۔ یہ جلسہ اعلیحضرت حضور نظام دکن کی خدمت مبارک میں دلی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہے"۔

اس کی تائید مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے کی۔ اور قرارداد اتفاق رائے سے پاس کی گئی۔

دوسری قرارداد جناب مولوی عبد المغنی صاحب علیگ ناظر بیت المال جماعت احمدیہ نے پیش کی۔ کہ جو قرارداد اس وقت منظور کی گئی ہے۔ اس کی نقول بذریعہ تار چیف سیکرٹری صاحب اعلیحضرت حضور نظام۔ پرائیویٹ سیکرٹری ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اور پریس کو بھیجی جائیں۔ اس کی تائید جناب چودھری غلام محمد صاحب بی اے علیگ ہیڈ ماسٹر گرلز ہائی سکول قادیان نے کی۔ اور قرارداد اتفاق رائے سے پاس کی گئی۔

اس کے بعد دعا کر کے جلسہ برخاست کیا گیا۔

نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ اسلام زندہ باد مسجد شہید گنج زندہ باد۔ اسیران مسجد شہید گنج زندہ باد اور امیر المومنین زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ یہ اشعار بھی نہایت خوش الحانی سے پڑھے گئے۔ کہ

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم درد دل کی ہے ہمکو سہار
محمود کرکے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

غرض جلوس دار العلوم کے میدان سے ساڑھے پانچ بجے قصبہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور محلہ دار العلوم کی سڑک۔ ریتی چھلہ۔ الحکم سٹریٹ احمدیہ چوک۔ گلی کمہاراں۔ پرانا ڈاکخانہ اور پرانے بازار سے ہوتا ہوا ریتی چھلہ میں جاکر ختم ہوا۔ جہاں بعد نماز عشاء جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلوس میں کئی ہزار آدمی شریک ہوئے پولیس کی کافی جمعیت بھی جلوس کے ساتھ ساتھ رہی؛

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب زیر صدارت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی جلسہ ہوا تلاوت اور نظم خوانی کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نے تقریر کی۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کی تقریر

شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا۔ آج ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ اس خانۂ خدا کے انہدام پر جو سینکڑوں سال سے مسلم بزرگوں کی یادگار کے طور پر لاہور میں موجود تھا۔ اور سکھوں کے قبضہ میں ہونے کے باوجود قائم اور صحیح وسالم تھا۔ اپنے دلی رنج والم کا اظہار کریں ہمیں اس انہدام پر سخت رنج ہے۔ اور اس فعل کو ہم انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ ایک خانۂ خدا اور ہماری تاریخی عبادتگاہ کو بلاوجہ اور بلا ضرورت گرا دیا گیا۔ بلکہ اس لئے بھی کہ معبد خواہ کسی قوم کا ہو۔ ہر مسلمان اس کے احترام پر مذہباً مجبور ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس انہدام میں نہایت ہی عاقبت نااندیشی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور ایک مستقل فتنہ کا باب کھول دیا گیا ہے۔ جو ملکی ترقی میں بہت بڑی روک ثابت ہوگا۔ یہ امر نہایت ہی افسوسناک ہے۔ کہ وہ قوم جس سے مسلمان فرماں روا اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی نہایت ہی حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔ اور جس کے مذہبی بزرگوں کے تعلقات مسلمان بزرگوں کے ساتھ عام طور پر عمدہ رہے مسلمانوں کے احساسات کا خیال نہ رکھ سکی۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی بے محل نہ ہوگا کہ اس معاملہ میں حکومت سے بھی کئی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ اور بات یہاں تک بڑھ چکی ہے۔ کہ ان غلطیوں کی تشریح وتفصیل کئی بار پبلک میں آچکی ہے۔ انہدام مسجد کے متعلق سکھوں سے باز پرس نہ کئے جانے کی سب سے بڑی دلیل یہی دی جاتی ہے۔ کہ وہ سکھوں کے قبضہ میں تھی۔ مگر اکالیوں نے جن گوردواروں پر قبضہ کیا ہے۔ وہ بھی صدیوں سے مہنتوں کے قبضہ میں تھے۔ انہیں مہنتوں کے قبضہ سے نکال کر اکالیوں کے قبضہ میں دینے کی تحریک میں آسانیاں پیدا کی گئیں اور انہیں قبضہ دلا دیا گیا۔ بہر حال اس بارہ میں مسلمانوں کے ساتھ جو صریح ناانصافی ہوئی ہے۔ اس نے ان کے جذبات کو بے حد مجروح کیا ہے؛

اور ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان ترقی کے منازل طے کرنے والا ہے۔ ایسے جھگڑے نہایت نقصان رساں ہونگے۔ اس لئے نہ صرف حکومت کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کی دادرسی کرے۔ بلکہ سکھوں کا بھی اخلاقی فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کا حق انہیں دیدیں۔ ملک کے سیاسی لیڈروں کو جو ملکی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کو ہم اس موقع پر یہی مشورہ دینگے۔ کہ سول نافرمانی پالیسی اور رنگ میں بے آئینی کا خیال تک دل میں نہ لائیں۔ کیونکہ یہ چیز انکے مرض کا علاج نہیں۔ انکے لئے صحیح راہ عمل یہی ہے۔ کہ وہ اپنی قوتوں کو منظم کریں۔ اور جو لوگ ذاتی اغراض کیخاطر انکی مذہبی اور سیاسی رہنمائی کے مدعی بنے پھرتے ہیں۔ انکے فریب کاری کے جال کو کلیۃً توڑ کر رکھ دیں۔ تاکہ وہ اپنی قوتوں کو منظم کرکے مسجد شہید گنج کی بازیابی کیلئے پورے زور کیساتھ آئینی جد وجہد کرسکیں۔

پہلی قرارداد

اسکے بعد حسب ذیل قرارداد پیش کی۔ جو اتفاق رائے سے پاس کی گئی۔

نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس عام حکومت پنجاب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مسجد شہید گنج کو سکھوں کے قبضہ سے آزاد کرکے مسلمانوں کے حوالے کر دے کیونکہ مسلمان اس حادثہ کو نہایت ہی رنج اور غم کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ اگر اس طرف توجہ نہ کی گئی تو یہ حادثہ بہت سی سیاسی پیچیدگیوں کا باعث نہ بن جائے۔

سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی تقریر

مسجد شہید گنج کا معاملہ اخبارات میں اس زور وشور سے آچکا ہے۔ کہ مجھے اس کے متعلق آپکو روشناس کرانے کی چنداں ضرورت نہیں سکھ دوست کہتے ہیں۔ کہ چونکہ سکھوں کا مسجد پر ایک سو ستر سال سے قبضہ تھا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ اسے مسلمانوں کے حوالے کیا جائے اگر اس بات کو جنٹلمنٹ کے لئے صحیح بھی فرض کر لیا جائے۔ تو میں کہونگا۔ کہ وہ مندر اور گوردوارے جو چار سو سال سے اداسیوں کے قبضہ میں تھے۔ وہ سکھوں نے کس قانون کے رو سے واگذار کرائے۔ مسلمان بزرگوں اور سکھ گوروں کے تعلقات شروع سے نہایت خوشگوار رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی ایسے ہی تعلقات قائم کرنے چاہئیں؛

شری گورو ہرگوبند صاحب نے گوبندپور میں اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کرکے مسلمانوں کیلئے مسجد بنوا دی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ سکھ گوروؤں کے دلوں میں مسجد کا کسقدر احترام تھا۔ گورو صاحبان کا یہ نمونہ کیا میرے سکھ دوستوں کی اس طرف رہنمائی نہیں کرتا کہ مسجد کا پورا پورا احترام کرنا چاہیئے۔ اسکے بعد مسلمان بادشاہوں اور بزرگوں کے سکھوں کیساتھ عمدہ تعلقات کی کئی ایک مثالیں پیش کیں۔ اور سکھوں کو مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں کی شکایت دور کرکے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی تلقین کی؛

مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کی تقریر

مولوی صاحب موصوف نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ محبت ومودت کے تعلقات جو سکھوں اور مسلمانوں میں تھے۔ اگر آج بھی ان کا لحاظ رکھا جاتا تو یہاں تک نوبت نہ پہونچتی۔ آپ نے حکومت اور سکھوں سے اپیل کی۔ کہ وہ تدبر اور فہم سے کام لے کر اس قضیہ کو نپٹا دے۔ اس کے بعد حسب ذیل قراردادیں باتفاق رائے پاس کی گئیں؛

دوسری قرارداد

نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس عام حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان مسلم لیڈروں کو جنہیں مختلف مقامات پر نظربند کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کی طرف سے کوئی نقض امن کا اندیشہ نہیں۔ اور ان مسلمانوں کو جنہیں مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں سزا دی گئی ہے۔ آزاد کر دے

تیسری قرارداد

یہ جلسہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اراضی مسجد شہید گنج و مزار حضرت شاہ کاکو رحمۃ اللہ علیہ تا فیصلہ مقدمات دیوانی اپنے قبضہ میں لے لے۔ تا مسجد شہید گنج کی زمین پر کسی جدید عمارت کی تعمیر سے مسلمانوں میں مزید اشتعال پیدا ہونے کا احتمال نہ رہے

چوتھی قرارداد

ان ریزولیوشنوں کی نقول چیف سیکرٹری صاحب حکومت پنجاب۔ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور۔ مجلس اتحاد ملی لاہور۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب اور مسلم جرائد کو بھیجی جائیں

آخر میں پریذیڈنٹ صاحب نے آج کے جلسہ اور جلوس میں شامل ہونے والوں کا شکریہ ادا کیا [illegible]

قادیان کے اہلسنت مسلمانوں کا ماتمی جلوس

قادیان ۲۰ ستمبر۔ آج سوا تین بجے بعد دوپہر قادیان کے اہلسنت مسلمانوں نے مسجد شہید گنج کے متعلق ماتمی جلوس نکالا جس میں لوگ سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے اور سیاہ نشانات لگائے ہوئے تھے۔ اور بعض سر سے لے کر پاؤں تک سیاہ ماتمی لباس میں ملبوس تھے۔ جلوس قریباً ایک صد افراد پر مشتمل تھا۔ جو دفتر انجمن اسلامیہ سے زیر اہتمام خواجہ عبدالعزیز روانہ ہوا۔ مختلف نظمیں پڑھتے ہوئے اور مسجد شہید گنج زندہ باد۔ اسیران مسجد شہید گنج زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا قصبہ میں گھوما اور احمدیہ چوک سے گذر کر لاری اڈے پہنچا۔ وہاں سے ہندو بازار اور پرانے بازار سے ہوتا ہوا انجمن اسلامیہ کے دفتر کے قریب آکر منتشر ہو گیا۔ کوئی احراری نہ جلوس میں شریک ہوا۔ اور نہ کسی نے کوئی حصہ لیا؛

زلزلۂ کوئٹہ کے متعلق رسالہ "صوفی" کے اعتراضات کا جواب

پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے ایک ماہوار رسالہ "صوفی" عرصہ سے شائع ہوتا ہے جس میں زیادہ تر صوفیانہ۔ اور اصلاحی مضامین شائع ہوا کرتے ہیں۔ مگر نہ معلوم کچھ عرصہ سے اس کی ادارت کی باگ کس قماش کے انسان کے ہاتھ میں ہے۔ کہ بجائے کوئی تحقیقی اور علمی مضمون شائع کرنے کے جماعت احمدیہ کی مخالفت اور اس کے مقدس بانی کی ذات والاصفات پر گندے اعتراضات کرنا اس نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔

ہمارے سامنے اس وقت رسالہ "صوفی" کا جولائی ۱۹۳۵ء کا پرچہ ہے۔ جس میں "ان زلزلة الساعة شیء عظیم" کے عنوان کے ماتحت زلزلۂ کوئٹہ کے دوح فرسا واقعات کو اختصار کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ

"کوئٹہ کا زلزلہ کیا آیا۔ قیامت ٹوٹی اس سے قبل بھی لاکھوں زلزلے آئے۔ اور آتے رہیں گے۔ لیکن جو تباہی کوئٹہ کی ہوئی۔ اس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے"

پھر بھی اس بات پر اعتراض کیا گیا ہے کہ کیوں جماعت احمدیہ اس زلزلہ کو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتی ہے۔

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ جماعت احمدیہ زلزلہ کوئٹہ کو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ثبوت میں اس لئے پیش کرتی ہے۔ کہ آج سے کئی سال قبل جب ان قیامت خیز زلازل کے آنے کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کہ اہل ہند پانچ دہشت ناک زلازل کا نشانہ بنیں گے۔ اور ایسا عبرت ناک نمونہ دیکھیں گے۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے جلال کی چمک ان کی آنکھوں کے سامنے پھر جائے گی۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"خدا فرماتا ہے۔ کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے۔ اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں۔ کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ پانچ دہشت ناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلہ سے آئیں گے۔ تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں اور ہر ایک میں ان میں سے ایک ایسی چمک ہوگی۔ کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے گا۔ اور دلوں پر اُن کا ایک خوفناک اثر پڑے گا۔ اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہونگے۔ جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ خدا کی غیرت کرے گی۔ کیونکہ لوگوں نے وقت کو شناخت نہیں کیا۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ میں پوشیدہ تھا۔ مگر اب میں اپنے تئیں ظاہر کروں گا۔ اور میں اپنی چمکار دکھاؤں گا" (تجلیاتِ الٰہیہ)

پھر آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر وقت کی تعیین بھی فرما دی۔ چنانچہ لکھا:۔

"خدا فرماتا ہے۔ کہ میں چھپ کر آؤں گا۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا۔ کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا۔ کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا کچھ حصہ رات میں سے" (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۵ء)

آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ یہ زلازل پہاڑی علاقوں میں بھی آئیں گے اور میدانی علاقوں میں بھی۔ چنانچہ آپ کا یہ مشہور الہام ہے۔ عفت الدیار محلها ومقامها یعنی وہ مقام بھی عذاب سے متاثر ہونگے۔ جہاں مستقل رہائش رکھی جاتی ہے۔ اور وہ مقام بھی برباد ہونگے۔ جہاں عارضی رہائش رکھی جاتی ہے

یہ اور اسی قسم کی اور کئی پیشگوئیوں کے ماتحت اس وقت تک تین ہیبت ناک زلزلے ہندوستان میں آچکے ہیں۔ یعنی کانگڑہ کا زلزلہ بہار کا زلزلہ اور کوئٹہ کا زلزلہ۔ چنانچہ "صوفی" میں بھی با دل ناخواستہ اقرار کیا گیا ہے کہ

"بیسویں صدی کے اندر ہندوستان میں تین مشہور زلزلے آئے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں بھونچال نے کانگڑے کو بالکل تباہ کر دیا۔ یہ زلزلہ آتش فشاں پہاڑوں کے اثر کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۳۴ء میں صوبہ بہار میں زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ زمین کے بعض اندرونی طبقات ٹوٹ کر گر پڑے۔ اور زلزلہ آگیا۔ تیسرا کوئٹہ کا زلزلہ ہے"

جب کانگڑہ کا زلزلہ آیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنی صداقت کا ثبوت قرار دیا۔ بہار کا زلزلہ آیا۔ تو جماعت احمدیہ نے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بتایا۔ اور اب یہ کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ تو اسے بھی جماعت احمدیہ نے ان پانچ دہشت ناک زلازل میں سے تیسرا سمجھتے ہوئے جن کا آنا ہندوستان میں خدا کی طرف سے مقدر ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان قرار دیا۔ کیونکہ پانچ دہشت ناک زلازل آنے کی پیشگوئی زلزلہ کانگڑہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھی۔ یہ بات اگر معترضین کو ناگوار گزرتی ہے۔ تو ہم معذور ہیں۔ اور محض ان کی خیر خواہی اور ہمدردی کی خاطر معذور ہیں۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے نشانات کی طرف ان کو متوجہ کریں۔

زلزلۂ کوئٹہ کے متعلق "صوفی" کے مضمون نویس نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ "زلزلہ خدا کا قہر تھا۔ جو آناً فاناً بلائے ناگہانی بنکر نازل ہوا۔ نہ یہ زمین کے تغیرات کا نتیجہ تھا۔ اور نہ ہی آتش فشاں پہاڑوں کے قرب و بعد کا اثر بلکہ شامتِ اعمال اور لوگوں کے گناہوں کا نتیجہ تھا"

پھر خدا تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر کیا ہے کہ

"دنیا میں جب بھی فسق و فجور بڑھا۔ اور لوگ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول کر اس دنیا کے متوالے ہوگئے۔ شراب خوری۔ زناکاری لواطت۔ چوری۔ ڈکیتی۔ حرام خوری عام ہوگئے تو اس وقت خدا تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے اور ان سیاہ کاروں کو زلزلہ بھیج کر تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے"

مگر اس قدر سچی باتیں تسلیم کرنے کے باوجود کیوں خدا تعالیٰ کی یہ سنت مقالہ نگار کے دماغ سے محو ہو گئی کہ جو خدا دنیا میں فسق و فجور کے بڑھنے پر عذاب نازل کیا کرتا ہے اسی خدا نے عذاب نازل کرنے کے متعلق اپنی یہ سنت قرار دے رکھی ہے کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنی ہم اس وقت تک دنیا پر عذاب نازل نہیں کیا کرتے۔ جب تک اس سے پہلے اتمام حجت کے لئے اپنا کوئی رسول نہ بھیج لیں۔ اب جبکہ اقرار کیا جا رہا ہے۔ کہ زلزلۂ کوئٹہ کی صورت میں عذابِ الٰہی نازل ہوا۔ جبکہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ دنیا کے فسق و فجور کی وجہ سے قیامت ٹوٹ پڑی۔ کیوں یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی جاتی۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کسی رسول کو بھیجکر اہل عالم پر پہلے اتمام حجت کی۔ اگر یہ بات سچ ہے اور یقیناً سچ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دنیا کی بدکرداریوں کی وجہ سے عذاب نازل کرتا ہے۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ خدا کا کوئی رسول فرد آچکا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے عذاب نازل کرنے سے قبل اس کا آنا ضروری قرار دیا ہے۔

مقالہ نگار کا اعتراض یہ ہے۔ کہ کیا صرف کوئٹہ میں ہی منکرینِ نبوت بستے تھے اور دنیا کے دوسرے تمام ممالک مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لے آئے ہوئے ہیں"

اس کے مقابلہ میں ہم پوچھتے ہیں۔ کیا صرف کوئٹہ میں ہی "شراب خوری۔ زناکاری لواطت۔ چوری۔ ڈکیتی اور حرام خوری" عام تھی۔ یا اور مقامات میں بھی ہے۔ اگر اور جگہ بھی ہے۔ تو پھر خدا نے صرف کوئٹہ کو کیوں ہلاک کیا۔ اور دوسری بستیوں کو کیوں رہنے دیا۔ اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ خدا تعالیٰ جب دیکھتا ہے۔ کہ کسی قوم یا بستی کا فسق و فجور کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ تو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جب کسی کے پیمانۂ اجل میں کمی ہوتی ہے۔ اسے مہلت دیتا ہے۔ تو یہی جواب ہمارا ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سب کے لئے سامانِ عبرت بہم پہونچا سکتا ہے۔ مگر وہ ایک خطۂ زمین کو جس کا فسق و فجور اس کے نزدیک سب سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے عذاب کے لئے چن لیتا ہے کہ تا دوسرے اسے دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور اپنے اعمالِ بد کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو انتقال فرمائے قریباً ستائیس سال گذر گئے۔ اتنا عرصہ تو کوئٹہ محفوظ رہا۔ اور اب مدت مدید کے بعد مرزا صاحب کا اثر ہونے لگا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ معلوم نہیں یہ اعتراض کرنے والا کس عقل و دانش کا مالک ہے۔ کہ اتنی موٹی بات بھی اسے سمجھ میں نہیں آتی۔ بھلا نبی کی وفات کے بعد اگر اس کی صداقت کے متعلق نشانات کا نزول قابل اعتراض بات ہے۔ تو کیوں آج تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ کئی نشان تو پورے ہی تیرہ سو سال کے بعد ہوئے ہیں۔ مثلاً دجال اور یاجوج و ماجوج کی آمد۔ نشر صحف۔ مسلمانوں کا تنزل۔ ایمان کا ثریا کی طرف اٹھنا وغیرہ وغیرہ۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان تیرہ سو سال بعد ظاہر ہوسکتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے صرف ستائیس سال بعد آپ کی صداقت میں کوئٹہ میں زلزلہ کیوں نہیں آسکتا۔

آخری اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ صرف منکرین نبوت موت کے گھاٹ اترتے اور قائلین بچ جاتے۔ تاکہ منکرین انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرتے۔ مگر یہاں معاملہ بالعکس ہے۔" اس کے ساتھ ہی یہ صریح کذب بیانی کی گئی ہے۔ کہ "اس زلزلہ میں نوے فی صدی مرزائی فنا ہوئے"

ہم اس کے جواب میں بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ معترض کو معلوم ہونا چاہیئے۔ "الفضل ۲۳ جولائی" میں زلزلہ زدہ علاقہ کے احمدیوں کی اسم وار فہرست شائع ہوچکی ہے۔ جس میں بتایا جاچکا ہے۔ کہ وہاں ۱۷۱ احمدی تھے۔ جن میں سے صرف ۱۴ بچے چار عورتیں اور تین مرد شہید ہوئے۔ اس کے مقابلہ میں اخبارات کا یہ اندازہ ہے۔ کہ کوئٹہ میں ۸۰ یا ۹۰ فیصدی آدمی مرے۔ اتنی کثرت اموات کے مقابلہ میں احمدیوں کا اس قدر قلیل جانی نقصان بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالے نے جماعت احمدیہ کے افراد کی معجزانہ حفاظت فرمائی۔ باقی منکرین کی ہلاکت کے ساتھ مومنین کی شہادت کوئی قابل اعتراض امر نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منکرین کے لئے جنگ ایک عذاب تھا۔ قرآن مجید نے بھی اسے عذاب قرار دیا۔ مگر کئی صحابہ بھی اس میں شہید ہوئے۔ جس طرح صحابہ کی شہادت تلوار کے عذاب کی وقعت کو کم نہیں کرسکتی تھیں۔ اسی طرح بعض احمدیوں کی شہادت بھی زلزلہ کے عذاب کی ہیبت اور اثر کو کم نہیں کرسکتی ؛

فرعون کے متعلق "مجاہد" کے ایک حیرت انگیز انکشاف کی حقیقت

احرار کے ترجمان اخبار "مجاہد" نے جماعت احمدیہ کے خلاف دھوکہ دہی اور فریب کاری کا جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی ایک نہایت شرمناک مثل یہ ہے۔ کہ احمدیہ لٹریچر سے اقتباسات لے کر ان کے سیاق و سباق کو اڑا کر اور ان پر اپنی فریب کاری کا حاشیہ چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی تازہ مثال وہ مضمون ہے۔ جو ۱۴ ستمبر کے "مجاہد" میں "کیا فرعون متقی اور با خدا انسان تھا۔ قادیانیوں کا ایک حیرت انگیز انکشاف" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء کا ایک اقتباس دے کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ "یہ سراسر فرعون کی حمایت اور صفائی پر مبنی ہے"۔

دراصل "مجاہد" میں پیش کردہ اقتباس حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی ایک مفصل تقریر سے لیا گیا ہے۔ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ بعض انسانوں کو کیونکر خدائی کا سراسر جھوٹا دعوےٰ کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور وہ کس طرح عوام کو دھوکہ اور فریب دینے میں کامیاب ہوئے۔ ذیل میں اس تقریر کا وہ حصہ درج کیا جاتا ہے جس میں سے چند سطور لے کر "مجاہد" نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ اس کی فریب کاری کی حقیقت واضح ہوجائے۔

مولانا سید سرور شاہ صاحب نے فرمایا

سورۃ زخرف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے ونادیٰ فرعون فی قومہ قال یا قوم الیس لی ملک مصر وھذہ الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون۔ ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین۔ فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب او جاء معہ الملئکۃ مقترنین۔ فاستخف قومہ فاطاعوہ انھم کانوا قوما فاسقین۔ فلما اٰسفونا انتقمنا منھم فاغرقنٰھم اجمعین۔ فجعلنٰھم سلفا ومثلا للاٰخرین۔

یہاں اس فرعون کا ذکر ہے۔ جو اپنے آپکو انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا۔ آپ لوگ آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی انسانی دماغ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ کہ ایک انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہو۔ کھاتا پیتا۔ ہگتا روتا چلاتا رہا ہو۔ ہر وقت دوسروں کا محتاج ہو۔ اس کو رب بنایا جائے اور یہ بھی کسی دماغ نہیں آسکتا۔ کہ وہ خود کبھی ایسا دعوے کرے۔ کہ میں تمہارا رب ہوں۔ اللہ ہوں۔ لیکن آپ لوگ جانتے ہیں۔ فرعون نے یہ کہا۔ اور وہ ایک بڑے ملک کا بادشاہ تھا۔ اس لئے کچھ نہ کچھ عقل اور سمجھ تو اس میں بھی ہوگی۔ پھر اس نے یہ کیوں کہا۔ اور وہ اپنی قوم کے سامنے کس طرح یہ بات پیش کرسکتا تھا۔ کہ میں چونکہ تمہارا بادشاہوں۔ مصر کا ملک میری مملکت ہے۔ جس میں نہریں بہتی ہیں۔ اس لئے تم مجھے خدا مان لو۔ مانا کہ دنیا میں بہت سی قومیں ایسی ہیں۔ جو ناتواں اور کمزور انسانوں کو خدا سمجھتی ہیں۔ جیسے ہندو رام کو اور عیسائی مسیح کو۔ لیکن ان کو وہ خدا ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتے۔ جب تک کہ اس بات کے قبول کرنے کے لئے ان کے سامنے کوئی تمہیدی اصل نہ پائی جاتی۔ ہندوؤں نے تو اس لئے انسانوں کو خدا مانا۔ کہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ جب کوئی انسان با خدا ہو جاتا ہے تو خدا خود اس میں حلول کر آتا ہے یعنی اس انسان میں خدا کی طاقتیں آجاتی ہیں۔ اور یہ دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے پاس کوئی حکومت وغیرہ نہیں ہوتی۔ ان کو سادھو اور سنت کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو صاحب حکومت بھی ہوتے ہیں۔ ان کو خدا کا اوتار کہا جاتا ہے۔ پھر اوتار سے خدا ہی بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح یونانیوں میں اقانیم ثلاثہ کا مسئلہ تھا۔ جس نے عیسائیوں میں آکر انہیں تثلیث کا قائل کر دیا۔ یہ بات میں نے اس لئے بتائی ہے۔ کہ فرعون جو ایک بڑی حکومت کا بادشاہ تھا۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے خدا پیش کرسکتا تھا۔ جب تک کہ کوئی اصل ان لوگوں کے سامنے انسان کے خدا ہو جانے کی نہ ہوتی۔ پس اس سے

گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں احرار کی شرارتیں

۱۰ ستمبر احرار نے لاریوں کے اڈا میں رات کے دس بجے جلسہ منعقد کیا۔ مولوی عطاء اللہ نے اپنی تقریر میں مولوی ظفر علی صاحب۔ اختر علی صاحب اور پیر جماعت علی شاہ صاحب کو بے حد کوسا اور سخت بدزبانی کی۔ اس پر نذیر حسین صاحب نمبردار گکھڑ نے اٹھ کر کہا۔ مولوی صاحب آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ سب جھوٹ ہے۔ اور آپ گند اچھال رہے ہیں۔ پھر ایک اور شخص نے جو گوجرانوالہ کا تھا مولوی صاحب کو رقعہ لکھا کہ آپ گند اچھالنے کے سوا اور کچھ نہیں کر رہے۔ مہربانی کرکے تقریر بند کردیں۔ اس پر احرار کے چیلوں نے ان دونوں کو دھکے مار مار کر جلسہ گاہ سے نکال دیا۔ پھر حبیب الرحمن نے تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف لغو اعتراضات کئے؛

دوسرے دن پھر جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی عطاء اللہ اور حبیب الرحمن مسجد شہید گنج کے بارہ میں اپنی برأت کے راگ الاپتے رہے۔ اور کہا کہ مسجد کے شہید ہونے کے وقت مولوی ظفر علی اور اختر علی خاں اپنی عورتوں کے پاس عیش اڑا رہے تھے۔ لیکن ہم طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا تھے۔ مولوی عطاء اللہ نے یہ بھی کہا۔ ہم احرار دنیا میں سب سے بڑھ کر دین کی خاطر جانی اور مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور کرنے کو تیار ہیں مگر کیا کریں۔ ہم ایک بہت ہی اونچی جگہ سے گرے ہیں۔ اور ہر جگہ ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ہم کو پھر وہ پہلا سا اقبال اور عروج حاصل ہو۔ تو ہم دکھائیں۔ کہ خدمت اسلام کس طرح کی جاتی ہے شریف الطبع اور تعلیم یافتہ لوگوں نے یہ تقریریں سن کر مولوی عطاء اللہ کو بھانڈوں اور ایکٹروں سے تشبیہ دی۔ اور کہا ہم تو سمجھتے تھے۔ یہ دین کے متعلق لوگوں کو تلقین کریں گے۔ مگر وہ تو ایکٹنگ ہم کرکے چلے گئے۔ اور بعض لوگوں سے روپیہ بٹور کر لے گئے۔ مولوی عطاء اللہ نے لوگوں سے یہ بھی پوچھا۔ کہ آیا یہاں کوئی احمدی ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ایک گھر زمینداروں کا ہے۔ عطاء اللہ نے کہا ان سے ہر طرح کا لین دین بند کر دو اور ہر طرح تنگ کرو۔ اب شریر لوگ ہمارے خلاف طرح طرح کی شرارتیں کر رہے ہیں۔ مگر ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے خدا کی راہ میں ہر تکلیف بخوشی اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیں صبر و استقلال عطا فرمائے ؛

خاکسار سلطان علی چندہ مہر اوورسیئر گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں بھی ہندوؤں کی طرح اوتار ہونے کا مسئلہ رائج تھا چنانچہ یہاں پر خدا تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا۔ کہ کیا میرے لئے حکومت مصر نہیں اور کیا یہ نہریں میرے نیچے نہیں بہتیں۔

میں نے ایک تاریخ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ فرعون اپنے ملک کے لوگوں میں بڑا با خدا اور متقی سمجھا جاتا تھا۔ اور بادشاہ بننے سے پہلے بہت سے لوگ اس کی بیعت میں داخل تھے جب اس کو حکومت مل گئی۔ تو اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس کی قوم میں چونکہ خدا کے اوتار ہونے کا اعتقاد تھا۔ اس لئے اس نے اس اعتقاد کے لحاظ فرعون کو خدا مان لیا۔

خدا تعالیٰ ان لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ جب انہوں نے ایسا کیا۔ تو ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ یہ اس کے خدا ہونے کی تردید میں فرمایا۔ فرمایا کہ اگر کسی انسان میں خدا اپنے سارے کمالات کے ساتھ اترتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ انسان خدا کی طرح قادر مطلق اور عالم الغیب بھی ہو۔ اور اگر سارے کمالات کے ساتھ نہیں اترتا۔ تو پھر وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا جس کو خدا کا اوتار سمجھ کر خدا بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کسی انسان میں سارے اوصاف کے ساتھ اترتا ہے تو چاہیے۔ کہ وہ انسان تمام خدائی اوصاف بھی دکھائے۔ لیکن دیکھو ہم نے فرعون کو غرق کر دیا۔ لیکن وہ کچھ نہ کر سکا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اوتار کی مسئلہ کی تردید فرمائی۔ اور ساتھ ہی مشرکین کی بت پرستی کی اصل کو بھی اکھیڑ دیا۔"

ظاہر ہے۔ کہ اس حصہ تقریر میں نہ صرف فرعون کی خدائی کا نہایت وضاحت اور قرآنی دلائل سے بطلان کیا گیا ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کی طرف خدائی کا دعویٰ منسوب کیا گیا۔ اس کی خدائی کو باطل قرار دے دیا گیا ہے۔ لیکن "ترجمان احرار" کی عقل و سمجھ پر ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔ یہ بیان سراسر فرعون کی حمایت اور صفائی پر مبنی ہے۔ حالانکہ نہ صرف اس سارے بیان میں بلکہ ان سطور میں بھی جو "مجاہد" نے نقل کی ہیں۔ اور جنہیں جلی کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ ان میں کہاں یہ لکھا ہے۔ کہ فرعون کی تمام قوم اسے باخدا اور متقی سمجھنے یا خدا ماننے میں حق بجانب تھی۔ صرف مؤرخ کا خیال پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جو محال ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جسے ایک وقت متقی اور بڑا با خدا سمجھا جاتا ہو۔ وہ ایسی حرکات کا مرتکب ہو جائے۔ جو اس کی نقاب تقویٰ کو تار تار کر کے رکھ دے۔ اور وہ لعنتوں کا مورد بن جائے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں احراری لیڈر اپنے آپ پر ہی نظر کر لیں کل تک عام مسلمان ان کو متقی باخدا اور اسلام کے خادم سمجھ کر آنکھوں پر بٹھاتے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عزت کا مقام دیتے تھے۔ مگر آج ہر طرف سے ان پر لعنتوں اور گالیوں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ اور ہر قسم کے عیوب ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں مبعوث ہو کر دنیا میں یہ ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپ کی غلامی میں ہر وہ نعمت حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو عطا فرمائی۔ اور قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کامل سے نبوت۔ صدیقیت۔ شہیدیت اور صالحیت چاروں نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور سورۃ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم میں بھی یہ امر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اے خدا ہمیں وہ سب نعمتیں عطا فرما جو تو نے پہلے منعم علیہ لوگوں کو عطا فرمائی تھیں۔

تذکرۃ الاولیاء جو شیخ فریدالدین صاحب عطار کی تصنیف ہے۔ اور جس میں اسلام کے تمام صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کے حالات بیان کئے گئے ہیں اس میں بھی صراحتاً یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ سورہ فاتحہ اور سورہ نساء رکوع ۹ سے یہ صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالغنی صاحب واعظ قادری نے اس کتاب کو اردو میں جو منظوم کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔ ؎

نعمتیں اپنے تب کی رحماں | دے جن بندوں کو ہیں سر و عیاں
ہیں وہ خاصوں کے سب چہار گروہ | کہ بڑی ان کو دی ہے شان و شکوہ
وہ نبیین ہیں اور صدیقین | اور شہیدان صالحین یقین
ہے رہ مستقیم ان کی راہ | کہ گواہ اس پہ ہے کلام اللہ
سو وہی راہ حق سے کرنے طلب | ہم کو مامور کر دیا ہے رب
سورہ فاتحہ میں رب کریم ! | کی ہے سب مومنوں کو یہ تعلیم
اور وہ سورۃ نساء میں بھی | سب مطیعوں کو یہ بشارت دی
کہ اطاعت کرے گا جو حق کی | اور اس کے رسول مطلق کی
پس وہ ساتھ ان کے ہووے باکرام | جن پہ اللہ نے یہ کیا انعام
وہ جو ہیں انبیاء و صدیقین | شہداء صالحین نیک آئین

تذکرۃ الاولیاء منظوم اردو صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۱۹۰۹ء در مطبع محمدی بنگلور

ان اشعار میں صاف طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے نبوت۔ صدیقیت۔ شہیدیت اور صالحیت چاروں درجے مل سکتے ہیں۔ اور یہ چاروں انعام سورہ فاتحہ کی دعا میں اللہ تعالیٰ سے ہم طلب کرتے ہیں۔

پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نعمت نبوت کو بالکل بند قرار دیتے ہیں۔ ان اشعار پر غور کریں۔ اور پھر سورہ فاتحہ کو پڑھ کر سوچیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک انعام دینا ہی نہ تھا تو پھر طلب کرنے پر مامور کیوں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں پر اپنی نعمتیں نازل کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم | اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار

خاکسار:۔ ملک محمد عبداللہ مولوی فاضل مبلغ از میسور

شکریہ احباب

خاکسار نے تقریباً ڈیڑھ ماہ سمبل پور میں تبلیغ کی۔ اس دوران میں وہاں کے احمدی احباب نے حتی المقدور میرے تبلیغی کام میں مدد دی۔ خاص کر سید مشتاق احمد صاحب سونگڑوی نے بہت اخلاص اور ایثار سے میری مدد کی۔ جس سے متاثر ہو کر میں بھی ان کے حق میں دل سے دعاگو ہوں۔ اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۱۶ ستمبر کو یہ خاکسار رانچی پہنچ گیا ہے

خاکسار۔ قریشی محمد حنیف قمر آنریری مبلغ از رانچی۔

ایک نہایت مفید کتاب

کتاب مسدس مطلع الانوار اب دوسری بار بعد نظر ثانی و اضافہ چھپوائی گئی ہے۔ اور

میں نے یہ عزم کیا ہے۔ کہ یوم التبلیغ تک غیر احمدی بھائیوں کو مفت نذر دیا جائے۔ کتاب چھپ کر تیار ہے۔ صرف جگہ جگہ بھیجنے کا کام باقی ہے۔ لہذا جو دوست اس کار خیر

میں شریک ہو کر حضرت نبی کریمؐ کی روح کو خوش کرنا چاہیں۔ وہ لے جلد منگوالیں۔ اور لوگوں کو تحفہ دیں۔ مسدس نظم میں رسول کریمؐ کی لائف کے مختلف شعبوں کو مؤثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے

احمدیت کے دلائل کا مقابلہ دلائل سے ہی کیا جائے!

احرار کا طریق عمل مفسدانہ اور احمقانہ ہے

بیگوسرائے ضلع مونگھیر (بہار) کے ایک معزز غیر احمدی وکیل کی طرف سے ہمیں ایک مضمون موصول ہوا ہے جس کا وہ حصہ حذف کر کے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو احمدیت کے مقابلہ میں اپنا تبلیغی نظام قائم کرنے کی تحریک کی ہے۔ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے مبلغین ہر دوسرے یا تیسرے مہینے بیگوسرائے ضلع مونگھیر آتے ہیں۔ اور دو چار روز رہ کر لوگوں میں انفرادی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں کا وہ طبقہ جو مذہب سے ناواقف ہے یقینی طور سے ان کی طرف کم متوجہ ہوتا ہے۔ مگر تعلیم یافتہ لوگوں میں سے اکثر اصحاب ان مبلغین کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح احمدی خیالات کی کافی اشاعت ہو جاتی ہے۔ میرا یہ خیال تھا۔ کہ ان مبلغوں کی آمد سے جو ایک ہیجانی کیفیت لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ محض عارضی ہوتی ہے۔ اور جس طرح وہ مذہبی جرچوں میں پڑنا ایک فضول اور لایعنی شے سمجھتے آئے ہیں۔ اور علماء کے پند و نصائح کو ہذیان سے زیادہ وقعت دینے کے عادی نہیں اسی طرح احمدی مبلغین کی آواز بھی انکے لئے صدا بصحرا ثابت ہو کر رہ جائے گی۔ مگر مشاہدات بتلا رہے ہیں۔ کہ صورت حالات کچھ اور ہے احمدی لیکچرار اپنی تقریروں کا کافی نقش اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ اور ہر اختلافی مسئلہ پر متعدد ٹریکٹ بذریعہ مقامی انجمن احمدیہ تقسیم کراتے ہیں گو بعض افراد انکے لٹریچر کو نظر اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں۔ مبادا کہ انکے براہین دلوں و قلوب پر اثر کر جائیں۔ مگر پھر بھی ایسے نوجوانوں کی کمی نہیں ہے۔ جو احمدی لٹریچر کا گہرا و سنجیدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ اور جو ایسا شخص بہ نظر تحقیق و ازالہ شبہات ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ تو لوگ فوراً طعنہ زن ہونے لگ جاتے ہیں۔ کہ فلاں مرزائی ہو گیا۔ مثلاً میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے جسے احمدیوں نے خوب اچھی طرح سمجھ رکھا ہے کہ اگر اس مہم کو سر کر لیا گیا۔ تو اجرائے نبوت کیلئے کافی آسانیاں بہم پہنچ جائینگی۔ اسلئے اس محاذ پر کافی سے زیادہ زور لگا رہے ہیں۔

اس باب میں جو زبانی یا تحریری اور عقلی و نقلی دلائل احمدیت پیش کرتی ہے۔ وہ کافی مضبوط اور شگفتہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر میری نگاہ سے ایک پرچہ گزرا ہے جسے مولوی نصیر الدین احمد صاحب وکیل نے کثرت سے بیگوسرائے میں تقسیم کرایا ہے۔ اس کے اندر ایسے ایسے اقتباسات بزرگان سلف و حال کی تحریروں سے درج کئے گئے ہیں۔ کہ جب تک اپنی جانب سے واضح طور سے نہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ یہ سب جعلی اور خود ساختہ ہیں۔ اس وقت تک وہ ضرور جاذب توجہ رہیں گے۔

مسئلہ ختم نبوت پر جو ٹریکٹ تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں احمدیوں کا یہ لکھنا۔ کہ کتاب الجنائز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت آئی ہے کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا۔ تو وہ ضرور نبی ہوتا۔ اور اس حدیث کو ثابت کرنے کے بعد مشہور محدث ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۸ و صفحہ ۵۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ کہ "میں کہتا ہوں۔ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے۔ پس یہ آیت خاتم النبیین کے مخالف نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔"

اسی طرح حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں احمدی حضرات یہ کہتے اور لکھتے ہیں۔ کہ علامہ موصوف نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۷۳ پر صاف طور سے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ صرف اتنا ہوگا۔ کہ تشریعی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ امتی نبی ہوگا۔ اور اس کا آنا آیت خاتم النبیین کے منافی نہ ہوگا۔"

از اں قبیل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ تحریرات حضرت امام شعرانی عارف ربانی حضرت سید عبد الکریم جیلانی علیہ الرحمۃ۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند۔ حضرت امام محمد طاہر سندھی حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی و مولانا رومؒ بھی اس ہوشیاری سے ٹریکٹ مذکور میں درج کی گئی ہیں۔ کہ جن کو پڑھ کر ایک غیر متعصب دماغ متلاطم ضرور ہو جاتا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ کہ یا تو یہ حوالے محض بناوٹی ہیں۔ جو جاہلوں کو پھنسانے کے لئے گھڑ لئے گئے ہیں۔ یا اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطابق فتویٰ علماء کافر و بے دین و تخریب کنندہ مذہب اسلام تھے تو پھر تمام وہ بزرگانِ سلف و حال بھی جن کی کتابوں میں ایسے مضامین پائے جاتے ہیں۔ کافر مطلق تھے۔

میں اسلام سے ہمدردی رکھنے والے علماء و خانقاہوں میں بیٹھ کر تسبیح پھیرنے والے سجادہ نشینوں اور پیرزادوں سے دست بستہ عرض کرونگا۔ کہ خدا کے واسطے آپ لوگ اپنی اپنی گدیوں کو چھوڑ کر میدان عمل میں گامزن ہوں۔ اور موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے احمدیت کے دلائل کا جواب دیں۔ ٹھیک اسی طرح سے جس طرح ہر ایک احمدی مبلغ شہر بشہر گاؤں بگاؤں کوچہ بکوچہ اور گھر بگھر پھر کر اپنے عقائد پیش کرتا ہے۔ آپ لوگ بھی آبادیوں میں گھوم گھوم کر پبلک پر یہ ثابت کر دیں۔ کہ یہ سب دغا اور فریب ہے

اس موقع پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ احمدیت کے استیصال کیلئے احرار بہت کوشاں ہیں مگر میں کہونگا۔ احرار کا طریق جنگ صاف طور سے بتلا رہا ہے۔ کہ ان کا مطمح نظر کچھ اور ہے۔ ہرگز۔ احرار کا رویہ کسی صحیح الدماغ انسان کو اس نتیجہ پر نہیں پہونچا سکتا۔ کہ واقعی وہ کوئی صحیح مذہبی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ دیکھنے میں یہ آ رہا ہے۔ کہ احرار ملک کے امن اور سکون کو تباہ و برباد کر کے اور جاہل بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسا کر اور غلط مذہبی جوش دلا کر جلب زر کے لئے کوشاں ہیں۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کی شرربار تقریر سے جو عوام کو برانگیختہ کر کے بلوہ و فساد پر آمادہ کر دیا کرتی ہے۔ احمدیت کا استیصال ہرگز نہیں ہو سکتا۔ احمدیت کی اشاعت صرف دلائل و براہین کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ اس کا مقابلہ بھی صرف دلائل و براہین سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ وہ شخص کتنا احمق اور بے عقل خیال کیا جائے گا۔ جو کسی عدالت میں اپنے مقدمہ کی کامیابی کے لئے بجائے قانونی بحث کرنے کے اپنے دل میں یہ منصوبے گانٹھے۔ کہ فریق مخالف کے وکیل کو ڈنڈوں سے مار مار کر سیدھا کر دونگا۔ اور عدالت سے اپنے حسب منشاء فیصلہ لے لونگا۔ در آنحالیکہ اس کا فریق مخالف اپنی باتوں کو عدالت سے منوانے کے لئے پرزور طریقہ سے سرگرم گفتگو ہو۔ اور صدہا قانونی کتابوں سے اپنے دعویٰ کی صداقت معقولیت سے پیش کر رہا ہو۔ کیا ٹھیک یہی کیفیت ہمارے احرار بزرگوں کی استیصالِ احمدیت کے میدان میں نظر نہیں آ رہی؟ کیا یہ افسوس کا مقام نہیں۔ کہ غیر احمدی مسلمان جو طاقت و تعداد و دولت میں احمدیوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اپنا گھر یوں لٹتا دیکھتے ہیں۔ اور کچھ کرتے نہیں۔ یہاں کی مقامی احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر سال نئے رنگ میں احمدیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ ایک بار جلسہ یوم النبی منعقد کر کے باہر سے مبلغین بلائے جاتے ہیں اور یہاں کے چند ایسے تعلیم یافتہ حضرات جو احمدیت کی مخالفت کا اظہار پبلک میں صرف اس طرح کر دیتے ہیں۔ کہ مرزا غلام احمد کو دو چار گالیاں دے دیں۔ خود بانیٔ جلسہ بنتے ہیں۔ اور اس کے انعقاد کے لئے اشتہار تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سال میں دو یوم التبلیغ مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جن میں احمدی گھر گھر احمدیت کا وعظ سناتے پھرتے ہیں۔ اور ٹریکٹ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن مبلغین آتے رہتے ہیں۔ جو اپنے عقائد کی اشاعت کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں ہمت ہے۔ تو اسی رنگ میں ان کا مقابلہ کریں۔

(سید حسن وکیل بیگوسرائے ضلع مونگھیر صوبہ بہار)

وصیتیں

نمبر ۲۵۵۱:۔ منکہ عطاء الرحمٰن ولد حافظ محمد امین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر بائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰-۱۲-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد سولہ روپے تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد:۔ عطاء الرحمٰن کلرک نظارت تعلیم و تربیت قادیان ۱۰-۱۲-۳۴ گواہ شد:۔ عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد الدین ملتانی دار البرکات قادیان

نمبر ۳۶۶۴:۔ منکہ ملک فیروز الدین ولد ملک حسن محمد صاحب قوم ککے زئی پیشہ بیوپار عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن ساہوو الہ۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶-۵-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی دو ہزار ساہووالہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ نقد جو بیوپار میں لگایا ہوا ہے۔ ۸۰۵۰/- روپیہ ہے۔ کل جائداد ۱۰۰۵۰/- روپیہ کی ہے۔ میرے مرنے کے وقت میرا جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری سالانہ آمدنی یا ماہوار آمدنی جو ہوگی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم اپنی وصیت بطور حصہ جائداد داخل کروں گا وہ متروکہ کے حصہ وصیت سے منہا متصور ہوگی۔

العبد:۔ ملک فیروز الدین ولد ملک حسن محمد صاحب ساہووالہ ضلع سیالکوٹ بقلم خود گواہ شد:۔ حکیم عبد الحی قریشی ولد حکیم محمد شریف صاحب ساہووالہ ضلع سیالکوٹ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ ولد اللہ رکھا قوم ککے زئی ساہووالہ

نمبر ۴۰۵۴:۔ منکہ نذیر احمد افریقی ولد بابو نقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قوم صدر پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹-۷-۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ اور آج کل میرا گزارہ میری تنخواہ پر ہے جو آج کل ۸۲/۸/- ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱۵ فی صدی بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے چوتھے حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے متروکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا

العبد:۔ نذیر احمد افریقی کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان بقلم خود ۲۹-۷-۳۵

گواہ شد:۔ عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۲۹-۷-۳۵

گواہ شد:۔ سید بشیر احمد کارکن دعوت و تبلیغ۔

نمبر ۴۱۳۱:۔ منکہ شیخ عبد الواحد ولد شیخ عبد الحق صاحب قوم شیخ پیشہ تبلیغ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱-۸-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ اس وقت میرا گزارہ صرف میری ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ پندرہ روپے ہے۔ اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پائی جائے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ شیخ عبد الواحد مولوی فاضل جامعہ قادیان ۱-۸-۳۵

گواہ شد:۔ عبد اللہ زیروی مولوی فاضل قادیان۔

گواہ شد:۔ سید محمود احمد ٹھیکیدار۔ قادیان۔

نمبر ۴۱۴۴:۔ منکہ حافظ صدر الدین ولد میاں محمد الدین صاحب قوم راجپوت جنجوعہ عمر ۶۵ سال ساکن موضع اودا ڈاکخانہ صدر سیالکوٹ تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳-۵-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں نے ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بیعت کی تھی۔ میری موجودہ جائداد مبلغ چالیس روپے نقد اور مبلغ دس روپے ایک حصہ دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان میں ہے۔ جس کے پانچ روپے ادا کرچکا ہوں۔ اور پانچ عند الطلب ادا کردوں گا۔ جملہ پچاس روپے کے پانچویں حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اور مبلغ دس روپے حصہ وصیت بھی ہمراہ وصیت ہذا بذریعہ منی آرڈر معہ چندہ شرط اول ایک روپیہ اور اعلان اخبارات جملہ ساڑھے تیرہ روپے ارسال کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ موضع اودا کا امام الصلوٰۃ ہوں۔ جماعت کی طرف سے گزارہ کے واسطے سوا مانی غلہ سالانہ مجھ کو ملتا ہے۔ اس کا پانچواں حصہ غلہ گندم بھی بطور حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ بعد وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی پانچویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۵ء

العبد۔ حافظ صدر الدین احمدی امام الصلوٰۃ بقلم خود گواہ شد۔ چوہدری شاہ محمد احمدی اودا گواہ شد۔ کریم بخش سیکرٹری جماعت اودا بقلم خود

نمبر ۴۳۹۳:۔ منکہ بشیر احمد ولد چوہدری عمر خان صاحب قوم گوندل پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۹ شمالی سرگودہا ڈاکخانہ خاص بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲-۵-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرے پاس نقدی مبلغ ۲۳۰ روپے ہیں۔ جن کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۲۳ روپے بذریعہ منی آرڈر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں گا۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد مبلغ ۴۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا ہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

العبد۔ بشیر احمد بی۔ اے حال مینیجر محمود آباد سٹیٹ ڈاکخانہ نبی سر تعلقہ عمر کوٹ ضلع تھرپارکر سندھ ۲-۶-۳۵ گواہ شد۔ سلطان احمد ولد فضل احمد محمود آباد سٹیٹ سندھ۔ گواہ شد:۔ سید اصغر علی شاہ موصی ۲۲-۶-۳۵ محمود آباد سٹیٹ سندھ۔

نمبر ۴۳۵۰:۔ منکہ محمد شفیع ولد شیر محمد حکیم قوم راجپوت عمر ۲۳ سال ساکن چھال تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳-۷-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں۔ میں بحیثیت ملازمت پٹواری نہری حلقہ دادو کے کلاں ڈاکخانہ واسے گنج تحصیل چونیاں ضلع لاہور بمشاہرہ ۲۵ روپے ماہوار تنخواہ پاتا ہوں اور اپنی تنخواہ کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو ہر ماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ضلع کی انجمن کی وساطت سے ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر فوت ہونے کے بعد میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔

العبد:۔ محمد شفیع پٹواری بقلم خود [?]-۵-۳۵ گواہ شد۔ محمد اسحاق احمدی ولد محمد و قوم راجپوت ساکن کھمبیر تحصیل قصور ضلع لاہور۔ گواہ شد۔ عبد العزیز احمدی ولد مولوی محمد الدین ذات راجپوت ساکن شہر فیروز پور

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

روما ۱۹ ستمبر۔ سائنور مسولینی نے "ڈیلی میل" کے نامہ نگار کو ملاقات کے دوران میں کہا لیگ کی تجاویز نہ صرف ناقابل قبول ہیں۔ بلکہ تضحیک آمیز بھی ہیں۔ اگرچہ میں نے پانچ ممبران کی کمیٹی کی رپورٹ تاحال نہیں دیکھی۔ لیکن اگر اخبارات کی رپورٹیں صحیح ہیں۔ تو میرے نزدیک لیگ کی تجاویز مضحکہ خیز ہیں:۔

عدیس آبابا ۱۹ ستمبر حکومت حبشہ کو پانچ ارکان پر مشتمل کمیٹی کی تجاویز پہونچ چکی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ شہنشاہ آج شام ان پر غور و خوض کرنے کے لئے کابینہ کا اجلاس طلب کرے گا۔ اگرچہ تجاویز کا تاحال انکشاف نہیں ہوا۔ لیکن غیر سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ حبشہ انہیں منظور کر لیگا۔

بارسلونا (سپین) تنازعہ ابی سینیا کے متعلق سپین کی کامل غیر جانبداری کو کٹلونیا پریس کانفرنس کے موقع پر واضح کیا گیا۔ پریس کو سرکاری طور پر تنازعہ کی صورت حالات کے متعلق ایسی خبریں یا تنقیدیں شائع کرنے سے منع کیا گیا جس سے جانبین کے مفاد کو ضرر پہونچے۔

عدیس آبابا ۱۸ ستمبر۔ گورنر ہرار نے تمام قومی الجثہ لوگوں کو ملک کے ناموس کے تحفظ کے لئے تیار ہو جانے کا حکم دیا ہے اور تنبیہ کی ہے۔ کہ گریز کرنے والوں کو عورتوں کا لباس پہنا کر بازاروں میں پھرایا جائے گا اور پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ برطانیہ کا کل قومی قرضہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء کو ۷،۸۰۰،۴۳۴،۸۶۸ پونڈ تھا۔ جو گزشتہ سال کی نسبت ۴۱،۶۷۲،۲۱۴ پونڈ کم ہے۔

لاہور ۱۹ ستمبر۔ اخبار "اصلاح" افغانستان نے انگریزوں کی سرحد کے متعلق پالیسی اور قبائلی علاقہ میں ریل کی تعمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ حکومت کی یہ پالیسی مخدوش تصور کی جاتی ہے۔ اور انگریزوں اور مہمند کی باہمی آویزش کا ڈورنڈ لائن کی طرف انعکاس سخت خطرے کا موجب ہے۔ نیز اہل افغانستان برطانیہ کی اس پالیسی کو افغانستان کے لئے دھمکی تصور کرتے ہیں۔

شملہ ۱۹ ستمبر۔ آج اسمبلی کے ایک سوال کے جواب میں آنریبل سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے کہا گورنمنٹ شیشہ کی صنعت کے تحفظ کے متعلق اپنے فیصلہ کے انعقاد سے واقف ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس فیصلہ کے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں اگر سوڈا اکھار کی بہم رسانی میں مکمل تغیر واقع ہو جائے۔ تو پھر اس سوال پر غور کیا جا سکتا ہے۔

امرتسر ۱۹ ستمبر۔ اناج منڈی امرتسر کی خبر ہے۔ کہ اٹلی نے ہندوستان سے گندم کی ۵۰۰۰۰ بوری خریدنے کے آرڈر بھیجے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں گیہوں اور آٹے کی قیمتوں میں علی الترتیب تین اور چار آنے کا اضافہ ہو گیا ہے:۔

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ پارلیمنٹ کی مزدور پارٹی کی مجلسِ عاملہ کے دو رکن حکومت کی تنازعہ ابی سینیا کے متعلق حکمتِ عملی سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

قاہرہ ۱۹ ستمبر۔ اطالوی حکام نے عدن کے ایک عرب تاجر کے دو لاکھ روپے ضبط کر لئے ہیں:۔

لاہور ۱۹ ستمبر۔ مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹر اور میاں عبدالحی ایڈووکیٹ نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ہے عدالت نے برائے مناسب حکم درخواست و استغاثہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیا ہے۔ درخواست میں مقدمہ کے لئے ایک سپیشل مجسٹریٹ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

لاہور ۱۹ ستمبر۔ روزنامہ احسان ۲۱ ستمبر لکھتا ہے۔ مجلس مرکزیہ اتحاد ملی اور مجلس اتحاد ملت ضلع لاہور کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں اعلان کیا گیا۔ کہ ۲۰ ستمبر کے مظاہروں میں مسلمانوں کے ساتھ مجلس احرار کی شمولیت کے فیصلہ کو اس وقت تک اخلاص پر مبنی نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک ان کی مجالس سید پیر جماعت علی شاہ صاحب کے احکام کے مطابق چلنے اور مسجد شہید گنج کی واگذاری کے مطالبہ میں مسلمانوں کا پورا پورا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ مجلس احرار کی سابقہ روش کے پیش نظر مجلس اتحاد ملی اس قسم کے اعلان کے بغیر اسلامی مظاہروں میں ان کے کارکنوں کی شمولیت کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ان سے گذارش کرتی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مظاہروں میں بد دلی کے ساتھ شامل ہو کر مفاد ملی کو نقصان پہونچانے کا موجب نہ بنیں۔

شملہ ۱۹ ستمبر۔ آج اسمبلی میں زلزلہ کوئٹہ کے نقصانات کی تحقیقات کے متعلق کانگریس کی تحریک پیش ہوئی۔ جو ۷۰ کے مقابلہ میں ۷۵ آراء سے مسترد ہو گئی۔ سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے اس موقع پر حکومت کی طرف سے اعلان کیا۔ کہ اگرچہ گورنمنٹ اس معاملہ میں تحقیقات کے خلاف ہے۔ لیکن وہ ایک ایسی مشاورتی کمیٹی کے تقرر کے لئے تیار ہے۔ جو حکام کو جائیداد کے نکالنے اور سول آبادی کی دوبارہ آبادی کے مسائل کے متعلق امداد دے۔ گورنمنٹ ارکان اسمبلی کی پارٹیوں کو کوئٹہ جانے کے لئے سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے بھی تیار ہے:۔

جنیوا ۱۹ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بیرن الوئسی اطالوی نمائندہ نے موسیو لوال کی یہ درخواست منظور کر لی ہے۔ کہ مسولینی کو ذاتی طور پر مجبور کیا جائے۔ کہ وہ دُول خمسہ کی تجاویز منظور کر لیں:۔

نتھیا گلی ۱۹ ستمبر۔ سرحد آزاد کے قبائلی باشندوں کی تلاش میں برطانوی افواج سخت دوڑ دھوپ کر رہی ہے۔ وادی تورا انگا کے دیہات کی تلاشی لی گئی۔ لیکن کوئی قبائلی نہ ملا:۔

امرتسر ۱۹ ستمبر گیہوں تیار ۲۔ روپے ۵ آنے ۳ پائی۔ نخود تیار ۲ روپے ۱۔ آنہ ۳ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۱ آنے۔ چاندی دیسی ۶۵۔ روپے بارہ آنے ہے:۔

جبرالٹر ۱۸ ستمبر۔ برطانیہ کے تین جنگی جہاز۔ اور چھ دوسرے جہاز یہاں بھیج گئے ہیں:۔

کلکتہ ۱۸ ستمبر۔ بنگال گورنمنٹ نے پولیس کے نظم و نسق کے متعلق جو ریزولیوشن شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ دہشت زدگی کے واقعات اور بے شمار پستولوں اور ریوالوروں کا برآمد ہونا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ بنگال سے دہشت انگیزی کی خطرناک تحریک کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے سخت اور متواتر نگرانی ضروری ہے

بھوانی ۱۸ ستمبر مولوی شیر نواب صاحب قصوری نظر بند نے ڈپٹی کمشنر حصار کی عدالت میں ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیراتِ ہند لاہور کے سکھ لیڈروں کے خلاف دائر کر دیا ہے۔ جس میں یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ اور یہ کہ ملزموں نے مسجد شہید گنج کو گرا کر مسلمانوں کی دلآزاری کی ہے۔

ڈبلن ۱۸ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ آئرلینڈ میں اطالیہ کی امداد کے لئے نیلی پوشوں کی بھرتی کی جا رہی ہے:۔

بمبئی ۱۹ ستمبر۔ سردار پٹیل نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ اگر خانگی امور سدِ راہ نہ ہوئے۔ تو پنڈت جواہر لال نہرو کو کانگریس کا صدر منتخب کیا جائیگا۔ بمبئی کے کانگریسی حلقوں کی اطلاع کے مطابق گاندھی جی خود پنڈت صاحب کے حق میں ہیں:۔

روما ۱۸ ستمبر۔ کابینہ کے اجلاس کے بعد جو سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے۔ اس میں بین الاقوامی صورتِ حالات کا ذکر تک نہیں۔ البتہ اس اعلان میں سرکاری قرضوں کا تذکرہ ضرور ہے۔ حکومت یہ قرض مشرقی افریقہ کی نوآبادیات کے تحفظ کے لئے لے رہی ہے۔ قرضہ کی رقوم کی کمی بیشی کے متعلق فی الحال کوئی تحدید نہیں ہوئی

جبل الطارق ۱۸ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جبل الطارق میں مدافعانہ چوکیاں تیار کی جا رہی ہیں۔ کل دن بھر طیارے پرواز کرتے رہے پرواز دیکھنے کیلئے تماشائیوں کا ہجوم تھا:۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی